تنویر المصباح للقیام عند حی الفلاح
اللہ اکبر
اقامت کا مسئلہ
۱۳۳ھ
مصنف
ملک العلماء حضرت علامہ مفتی ظفر الدین بہاری قدس سرہٗ
ترتیب جدید
محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی
مرکزی دار الافتاء سوداگران بریلی شریف
محمدی بک ڈپو
۵۲۳۔ وحید کتب مارکیٹ
مٹیا محل جامع مسجد دہلی

تنویر المصباح للقیام عندحی الفلاح

۳ ۳ ۱ھ

اقامت کا مسئلہ

مصنف

ملک العلما حضرت علامہ مفتی محمد ظفر الدین بہاری قدس سرہ

مرتب

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی، مدیر: جامعۃ الرضا، بریلی شریف

ناشر

محمدی بک ڈپو، وحید کتب مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

نام کتاب : **تنویر المصباح للقیام عند حی الفلاح**

نام عرفی : اقامت کا مسئلہ

نام مصنف : ملک العلما حضرت علامہ مفتی محمد ظفر الدین بہاری قدس سرہ العزیز

نام مرتب : مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی، مدیر جامعۃ الرضا، بریلی شریف

صفحات : چالیس ۴۰ رصفحات

اشاعت : صفر المظفر ۱۴۳۰ھ / فروری ۲۰۰۹ء

قیمت : 20/ روپے

ناشر : محمدی بک ڈپو، وحید کتب مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

تقسیم کار : ناز بک ڈپو، ممبئی

کتاب ملنے کے پتے

- فاروقیہ بکڈپو مٹیا محل اردو بازار جامع مسجد، دہلی ۶
- مکتبہ جام نور مٹیا محل اردو بازار جامع مسجد، دہلی ۶
- مکتبہ نعیمیہ 423 مٹیا محل اردو بازار جامع مسجد، دہلی ۶
- رضوی کتاب گھر مٹیا محل اردو بازار جامع مسجد، دہلی ۶
- کتب خانہ امجدیہ مٹیا محل اردو بازار جامع مسجد، دہلی ۶
- اقرا بکڈپو 30B محمد علی روڈ ممبئی

فہرس

نحمده ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جماعت کی نماز میں امام اور مقتدیوں کو کس وقت کھڑا ہونا چاہئے؟ مذہب احناف کیا ہے؟ مدلل ارشاد ہو۔

المستفتی: محمد سلیمان قادری

الجواب

اس مسئلہ کی متعدد صورتیں ہیں اور سب کا حکم جدا ہے، اس لئے بالتفصیل جواب دینا مناسب ہے، **فاقول وباللہ التوفیق.**

شکل اوّل امام اور مکبّر دونوں ایک ہی شخص ہے اور امام نے مسجد میں آکر تکبیر شروع کی تو جب تک تکبیر پوری ختم نہ ہو جائے مقتدی سب کے سب بیٹھے رہیں، کوئی کھڑا نہ ہو۔

(۱) درمختار میں ہے:

"اذا اقام الامام بنفسہ فی مسجد فلا یقفوا حتی یتم اقامتہ ظھیریۃ. فتاویٰ ظہیریہ میں ہے کہ امام جب بذات خاص مسجد میں اقامت کہے تو مقتدی نہ کھڑے ہوں یہاں تک کہ اقامت ختم کرلے۔"

(۲) فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

"وان كان المؤذن والامام واحدا فان اقام في المسجد فالقوم لايقومون مالم يفرغ من الاقامة. اگر امام اور مؤذن ایک ہی شخص ہو تو اگر اقامت مسجد میں شروع کی تو مقتدی نہ کھڑے ہوں جب تک امام اقامت سے فارغ نہ ہو جائے۔"

(۳) فتح اللہ المعین حاشیہ کنز ملا مسکین میں ہے:

"هذا اذا كان المؤذن غير الامام وان اتحدو اقام في المسجد اجمعوا ان القوم لايقومون مالم يفرغ من الاقامة. (حی علی الفلاح) پر کھڑا ہونا اس وقت ہے جب امام اور مؤذن دو شخص ہوں اور اگر امام اور مؤذن ایک ہی شخص ہو تو اجماع ہے کہ مقتدی نہ کھڑے ہوں جب تک امام تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے۔"

اس تصریح سے ان لوگوں کی بھی غلطی ظاہر ہوگئی جو کہتے ہیں کہ ہم امام و مکبّر کی اتباع میں کھڑے ہوتے ہیں کہ تکبیر کہنے والا امام اور مکبّر تو کھڑا ہو اور ہم بیٹھے رہیں، یہ خلاف تعظیم مکبّر ہے اس لئے ہم مکبّر کی تعظیم کو کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ جدّت اور اجتہاد محض تصریحات فقہائے کرام کے بالکل خلاف ہے۔

(۴) جامع الرموز میں ہے:

"لو كان الامام مؤذناً لم يقم القوم الاعند الفراغ وهذا اذا اقام في المسجد. اگر امام خود مکبّر ہو تو جب مسجد میں آکر تکبیر کہنی شروع کرے تو قوم اس وقت تک کھڑی نہ ہو جب تک امام تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے۔"

(۵) بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے:

"هذا كله اذا كان المؤذن غير الامام فان كان واحد او اقام في المسجد فالقوم لايقومون حتىٰ يفرغ من الاقامة. یہ (حی علی

الفلاح پر کھڑا ہونا) اس وقت ہے جب مؤذن امام کے سوا دوسرا شخص ہو اور اگر امام اور موؤذن ایک ہی شخص ہو اور اقامت مسجد میں کہہ رہا ہے تو جب تک امام تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے، مقتدی کھڑے نہ ہوں۔"

(۲) ملتقی الابحر اور اس کی شرح (۷) مجمع الانہر میں ہے:

"وفی القهستافی نقلا عن المحیط، لو کان الامام مؤذناً لم یقم القوم الا عند الفراغ. اگر امام ہی مکبّر ہو تو جب تک تکبیر ختم نہ ہو جائے مقتدی کھڑے نہ ہوں واللہ اعلم۔"

شکل دوم امام اور مکبّر ایک ہی شخص ہے اور امام نے مسجد میں پہنچنے سے قبل ہی تکبیر شروع کر دی تو تمام مشائخ حنفیہ کا اتفاق ہے کہ مقتدی سب کے سب بیٹھے رہیں، کوئی کھڑا نہ ہو، جب تک امام مسجد میں داخل نہ ہو۔

(۱) جامع الرموز میں ہے:

"والافقد قاموا اذا دخله کما فی المحیط. اور اگر امام نے اقامت مسجد میں آ کر نہیں شروع کی بلکہ مسجد میں داخل ہونے سے قبل ہی شروع کر دی تھی تو جب تک امام مسجد میں داخل نہ ہو کوئی بھی کھڑا نہ ہو، جب امام مسجد میں داخل ہو جائے تو لوگ کھڑے ہوں اور ایسا ہی محیط میں ہے۔"

(۳) فتح اللہ المعین میں ہے:

"وان خارجه قام کل صف ینتهی الیه الامام. اگر امام اور مؤذن دونوں ایک ہی شخص ہو اور امام نے مسجد سے باہر ہی تکبیر شروع کر دی تو جس جس صف کے سامنے امام گزرتا جائے وہ لوگ کھڑے ہو جائیں۔"

(۴) فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

"وان اقام خارج المسجد فمشائخنا اتفقوا علیٰ انهم لا یقومون مالم یدخل الامام فی المسجد. اگر امام ومؤذن دونوں ایک ہی

شخص ہو اور امام نے مسجد سے باہر ہی تکبیر کہنی شروع کر دی تو مقتدی اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جب تک امام مسجد میں داخل نہ ہو۔"

(۵) درمختار میں ہے:

"وان خارجه قام كل صف ينتهي اليه، بحر. اگر امام نے تکبیر خارج مسجد ہی سے شروع کر دی تو جیسے جیسے صفوں کے سامنے امام آتا جائے وہ لوگ کھڑے ہوتے جائیں، یہ بحر الرائق میں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔"

شکل سوم امام اور مؤذن دو شخص ہیں اور تکبیر کے وقت امام مسجد میں موجود نہیں، باہر ہے اور جانب قبلہ سے مسجد میں آ رہا ہے تو نہ تکبیر شروع ہوتے ہی مقتدی کھڑے ہو جائیں، نہ جب مؤذن حی علی الفلاح کہے بلکہ جب مقتدی امام کو دیکھ لیں اس وقت کھڑے ہوں۔

(۱) شرح بخاری وفتح الباری شرح بخاری میں ہے:

"واذا لم يكن الامام في المسجد فذهب الجمهور الى انهم لا يقومون حتى يروه. تکبیر شروع ہوئی اور امام مسجد میں نہیں تو جمہور علما اس طرف گئے ہیں کہ مقتدی جس وقت تک امام کو دیکھ نہ لیں کھڑے نہ ہوں۔"

اور یہی حدیث بخاری ومسلم شریف سے ثابت ہے:

"عن ابي قتادة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اقيمت الصلوٰة فلاتقوموا حتى تروني. جب اقامت کہی جائے (اور میں مسجد میں موجود نہ ہوں) تو تم لوگ کھڑے نہ ہو جب تک مجھے دیکھ نہ لو، یہ مذہب متفق علیہ تمام ائمہ وعلما کا ہے۔"

(۵) التعلیق المجد میں ہے:

"وقال ابو حنيفة و اصحابه اذا لم يكن معهم الامام في المسجد فانهم لايقومون حتىٰ يروا الامام لحديث ابي قتادة عن النبي صلى

الـلـه عليه و سـلـم اذا اقيمت الصلوٰة فلا تقوموا حتى ترونى وهو قول الشـافعى وداؤد. امام ابوحنیفہ اوران کے شاگردوں نے فرمایا کہ جب مقتدی کے ساتھ امام مسجد میں نہ ہوتو مقتدی نہ کھڑے ہوں جب تک امام کو دیکھ نہ لیں بوجہ حدیث حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اقامت کہی جائے تو تم کھڑے نہ ہو، یہاں تک کہ تم مجھ کو دیکھ لو اور یہی قول شافعی اور داؤد کا ہے۔"

(۶) درمختار میں ہے:

"وان دخـل مـن قدام قاموا حين يقع بصرهم عليه. تکبیر کے وقت امام مسجد میں نہیں ہے، باہر سے آگے کی طرف سے آ رہا ہے تو جس وقت لوگوں کی نگاہ امام پر پڑے اس وقت کھڑے ہوں۔"

(۷) فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

"وان كـان الامام دخل المسجد من قدامهم يقومون كما راؤ الامـام. اور اگر امام مسجد میں آگے کی طرف سے داخل ہوا تو جیسے لوگ امام کو دیکھیں کھڑے ہو جائیں۔"

(۸) بدائع الصنائع میں ہے:

"فـان كـان خـارج الـمسجد لايقومون مالم يحضر لقول النبى صلى الله عليه وسلم 'لاتقوموا فى الصف حتى ترونى خرجت' و روى عـن عـلـىٰ رضـى الله عنه 'انه دخل المسجد فراى الناس قياماً ينتظرونه فقال مالى اراكم سامدين اى واقفين متحيرين' و لان القيام لاجل الصلوٰة ولا يمكن اداءها بدون الامام فلم يكن الـقـيام مـفيـدا ثـم ان دخـل الامام من قدام الصفوف فكمارأوه قـامـوا لانـه كـمادخل المسجد قام مقام الامامة. پھر اگر امام مسجد

سے باہر ہو تو جب تک امام حاضر نہ ہو اس وقت تک مقتدی کھڑے نہ ہوں بوجہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مت کھڑے ہو صف میں یہاں تک کہ تم مجھ کو دیکھ لو کہ میں نماز کے لئے نکلا ہوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں کو کھڑے ہوئے انتظار کرتے پایا تو فرمایا کہ کیا بات ہے کہ میں تم لوگوں کو متحیر پاتا ہوں۔"

اس لئے بھی کہ کھڑا ہونا نماز کے لئے ہے اور نماز کا ادا کرنا بغیر امام کے نہیں ہو سکتا تو کھڑا ہونا مفید نہ ہوگا پھر اگر امام صفوں کے آگے سے مسجد میں داخل ہو تو جیسے ہی لوگ امام کو دیکھیں کھڑے ہو جائیں، اس لئے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوگا امامت کی جگہ کھڑا ہوگا۔

(۹) تبیین الحقائق وشرنبلالیہ میں ہے:

"دخل من قدام وقفوا حين يقع بصرهم عليه. اگر امام مسجد میں آگے کی جانب سے داخل ہو تو جس وقت مقتدیوں کی نگاہ امام پر پڑے لوگ کھڑے ہو جائیں، هكذا في فتح الله المعين والخلاصة والطحطاوي على مراقي الفلاح، والله تعالىٰ اعلم۔"

شکل چہارم امام و مؤذن دو شخص ہیں اور تکبیر کے وقت امام مسجد میں موجود نہیں اور مسجد میں پورب کی طرف (خلاف جانب قبلہ) سے آ رہا ہے تو جس جس صف کے آگے گزرے گا، وہ لوگ کھڑے ہوتے جائیں، تکبیر شروع ہوتے ہی یا حی علی الفلاح پر پہنچنے کے وقت سب کو کھڑا ہونے کا حکم نہیں۔

(۱) درمختار میں ہے:

"والا فيقوم كل صف ينتهي اليه الامام على الاظهر. ورنہ ظاہر تر یہ ہے کہ جس جس صف تک امام پہنچتا جائے اس صف کے لوگ کھڑے ہوتے جائیں۔"

(۲) ردالمحتار میں علامہ شامی فرماتے ہیں:

"قولہ والای وان لم یکن الامام بقرب المحراب بان کان فی موضع آخر من المسجد او خارجه و دخل من خلف. اور اگر امام محراب کے قریب نہ ہو یعنی مسجد ہی میں کسی دوسری جگہ ہے یا مسجد سے خارج ہے اور غیر قبلہ کی جانب سے آرہا ہے تو جس جس صف کے آگے امام گزرتا جائے گا وہ صف کھڑی ہوگی۔"

(۳) ایسا ہی علامہ حلبی شارح درمختار نے تحریر فرمایا ہے۔

(۴) فتاوی ہندیہ میں ہے:

"فاما اذا کان الامام خارج المسجد فان دخل من قبل الصفوف فکما جاوز صفا قام ذالک الصف والیه مال شمس الائمه الحلوائی والسرخسی و خواهر زاده. لیکن امام جب مسجد کے باہر ہو تو وہ اگر صفوں کی جانب سے اندر آئے تو جس صف سے گزرے، اس صف کے لوگ کھڑے ہو جائیں، اسی کی طرف شمس الائمہ حلوائی، سرخسی اور خواہر زادہ کا میلان ہے۔"

(۵) بدائع الصنائع میں ہے:

"وان دخل من وراء الصفوف فالصحیح انه کلما جاوز صفا قام ذالک الصف لانه صار بحال لو اقتد وابه جاز فصار فی حقهم کانه اخذ مکانه. اور اگر مسجد میں صفوں کی جانب سے امام داخل ہو تو قول صحیح یہی ہے کہ جس جس صف کے آگے بڑھے گا وہ صف کھڑی ہوتی جائے گی کیوں کہ امام اس صف کے لئے ایسی حالت میں ہے کہ اگر وہ لوگ اس کی اقتدا کریں تو جائز ہے تو ان کے حق میں ایسا ہوا کہ وہ اپنی جگہ یعنی محراب میں پہنچ گیا۔"

(۶) تبیین الحقائق میں ہے:

”و ان لم یکن الامام حاضراً لا یقومون حتیٰ یصل الیهم و یقف مکانه فی روایة وفی اخریٰ اذا اختلط بهم وقیل یقوم کل صف ینتهی الیه الامام وهو الاظهر. اوراگر امام مسجد میں موجود نہ ہوتو جب تک وہ پہنچ نہ لے اور اپنی جگہ کھڑا نہ ہوجائے، مقتدی سب بیٹھے رہیں کوئی کھڑا نہ ہو، ایک روایت یہ ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ جب باہر سے آکر مقتدیوں میں مل جائے تو لوگ کھڑے ہوجائیں، اور تیسرا قول یہ ہے کہ جس جس صف تک امام پہنچتا جائے وہ صف کھڑی ہوتی جائے اور یہی زیادہ ظاہر ہے۔“

(۷) شرنبلالیہ میں ہے:

”والافیقوم کل صف ینتهی الیه الامام علی الاظهر. اگر امام مسجد میں نہ ہو اور صف کی طرف سے امامت کے لئے آرہا ہے تو زیادہ ظاہر یہ ہے کہ جس جس صف سے آگے بڑھے وہ صف کھڑی ہوجائے۔“

(۸) فتح اللہ المعین میں ہے:

”فان لم یکن وقف کل صف انتهیٰ الیه الامام علیٰ الاصح (۹) خلاصة وفی (۱۰) الزیلعی وهوا لاظهر. پس اگر امام مسجد میں نہ ہو اور صف کی طرف سے آرہا ہے تو جس جس صف تک پہنچے وہ صف کھڑی ہوجائے، یہی اصح قول ہے، یہ خلاصہ میں ہے اور زیلعی میں ہے کہ یہ اظہر ہے۔“

(۱۱) بحرالرائق میں ہے:

”والافیقوم کل صف ینتهی الیه الامام علی الاظهر. اگر امام مسجد میں نہ ہوتو جس صف تک امام پہنچے وہ صف کھڑی ہوجائے یہی اظہر ہے۔“

(۱۲) طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح:

"قوله يقوم كل صف الخ وفي عبارة بعضهم فكلما جاوز صفا قام ذلك الصف. بعض فقہا کی عبارت یہ ہے کہ جس صف سے امام آگے بڑھے، وہ صف کھڑی ہو جائے، واللہ اعلم۔"

شکل پنجم امام محراب کے قریب مسجد میں موجود ہے، مقتدی بھی موجود ہیں، تکبیر شروع ہو چکی، بعض مقتدی مسجد میں اس وقت داخل ہوئے تو ان کو حکم ہے کہ بیٹھ جائیں اور جب مکبّر حی علی الفلاح پر پہنچے تب کھڑے ہوں، اس لئے کہ کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے۔

(۱) فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

"واذا دخل الرجل عند الاقامة يكره له الانتظار قائما ولكن يقعد ثم يقوم اذا بلغ المؤذن حي على الفلاح (٢) كذا في المضمرات. ایک شخص اقامت کے وقت مسجد میں آیا تو اس کو کھڑے رہ کر انتظار کرنا مکروہ ہے، اس کو چاہئے کہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن حی الفلاح پر پہنچے تب وہ کھڑا ہو اسی طرح مضمرات میں ہے۔"

(۳) درمختار میں ہے:

"دخل المسجد والمؤذن يقيم قعد الى قيام الامام في مصلاه. ایک شخص مسجد میں ایسے وقت آیا کہ مکبّر تکبیر کہہ رہا ہے تو وہ بیٹھ جائے جب تک امام اپنے مصلی پر کھڑا نہ ہو، یہ بھی کھڑا نہ ہو۔"

(۴) ردالمحتار میں ہے:

"ويكره له الانتظار قائما ولكن يقعد ثم يقوم اذا بلغ المؤذن حي على الفلاح. اس کے لئے نماز کا کھڑے کھڑے انتظار کرنا مکروہ ہے لیکن وہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔"

(۵) طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح میں ہے:

"واذااخذ المؤذن فی الاقامة ودخل رجل فی المسجد فانه یقعد ولاینتظرقائمافانه مکروہ کمافی المضمرات (٦) قهستانی ویفهم منه کراهة القیام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون.
علامہ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں فرماتے ہیں: اور جب مؤذن نے تکبیر شروع کی اور ایک شخص مسجد میں داخل ہوا تو وہ بیٹھ جائے اور کھڑے کھڑے نماز کا انتظار نہ کرے، یہ مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات میں ہے یہ قہستانی نے کہا اور اسی سے سمجھا جاتا ہے کہ شروع تکبیر سے کھڑا ہوجانا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔"

(۷) وقایہ و(۸) جامع الرموز میں ہے:

"وفی الکلام ایماء الیٰ انه لو دخل المسجد احد عندالاقامة یقعد لکراهة القیام والانتظار کما فی المضمرات. اور اس کلام میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کوئی شخص تکبیر کہنے کے وقت مسجد میں داخل ہوا تو وہ بیٹھ جائے، اس لئے کہ کھڑا رہنا اور انتظار کرنا مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات میں ہے۔"

(۹) فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

"دخل المسجد وهویقیم یقعد ولا یقف قائما. کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا اور مؤذن تکبیر کہہ رہا ہے تو یہ آنے والا شخص بیٹھ جائے اور کھڑا نہ رہے۔"

(۱۰) عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے:

"ویقوم الامام والقوم ای من مواضعهم الیٰ الصف وفیه اشارة الی انه اذادخل المسجد یکره له الانتظار قائما بل یجلس فی

موضع ثم یقوم عند حی علیٰ الفلاح وبه صرح فی جامع المضمرات. امام اور قوم اپنی جگہ سے صف میں کھڑے ہوں، اس میں اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اس کو کھڑے کھڑے نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ کسی جگہ بیٹھ جائے پھر حی الفلاح کہنے کے وقت کھڑا ہو، واللہ اعلم۔''

شکل ششم امام ومقتدی مسجد میں موجود ہیں اور مؤذن غیر امام ہے جو صورت عام طور پر ہوا کرتی ہے تو اس مسئلہ میں ائمہ ومجتہدین کے پانچ قول ہیں:

قول اوّل:

امام شافعی، امام ابو یوسف اور ایک جماعت علما کا یہ ہے کہ اس صورت میں امام ومقتدی سب کے سب بیٹھے رہیں، صرف مکبّر (تکبیر کہنے والا) کھڑا ہو اور تکبیر کہے، جب تکبیر سے فارغ ہو جائے تو تکبیر ختم ہونے کے بعد امام ومقتدی سب کھڑے ہوں۔

(۱) عینی شرح بخاری میں ہے:

''وقد اختلف السلف متیٰ یقوم الناس الیٰ الصلوٰۃ (الیٰ ان قال) ومذهب الشافعی وطائفة انه یستحب ان لایقوم حتی یفرغ المؤذن من الاقامة وهوقول ابی یوسف. اس مسئلہ میں علما کا اختلاف ہے کہ کس وقت لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوں تو امام شافعی اور ایک جماعت علما کا مذہب یہ ہے کہ مستحب یہ ہے کہ امام اور مقتدی کوئی بھی نہ کھڑا ہو جب تک مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو جائے اور یہی قول امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔''

(۲) قسطلانی شرح بخاری میں ہے:

''واختلف فی وقت القیام الیٰ الصلوٰۃ فقال الشافعی والجمهور

عندالفراغ من الاقامة وھوقول ابی یوسف. اوراختلاف کیا گیا ہے نماز میں کھڑے ہونے کے وقت میں تو امام شافعی اور جمہور علمانے فرمایا کہ اقامت سے فارغ ہونے کے بعد امام ومقتدی کھڑے ہوں اور یہ قول امام ابی یوسف کا ہے۔''

(۳) نووی شرح مسلم میں ہے:

''واختلف العلماء من السلف فمن بعد ھم متی یقوم الناس الصلوٰۃ ومتی یکبرالامام فمذھب الشافعی وطائفة أنه یستحب ان لایقوم احد حتی یفرغ المؤذن من الاقامة. علمائے سلف اوران کے بعد علما نے اختلاف کیا ہے کہ لوگ نماز کے لئے کس وقت کھڑے ہوں اورامام کس وقت تکبیر کہے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اورایک جماعت علما کا مذہب یہ ہے کہ مستحب ہے امام ومقتدی کوئی بھی کھڑا نہ ہو جب تک مؤذن تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے۔''

(۴) التعلیق المجد میں ہے:

''قوله انه یقوم الیٰ الصلوٰۃ اختلفوا فیه فقال الشافعی والجمھور یقومون عندالفراغ من الاقامة وھو قول ابی یوسف. یعنی علمانے نماز میں کھڑے ہونے کے وقت میں اختلاف کیا ہے تو امام شافعی اور جمہور کا قول یہ ہے کہ جب مؤذن تکبیر سے فارغ ہو جائے تب امام و مقتدی کھڑے ہوں، یہی قول امام ابی یوسف کا ہے۔''

اس قول کی تائید حدیث فعلی حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتی ہے۔

(۵) مبسوط میں ہے:

''وابو یوسف احتج بحدیث عمر رضی الله عنه فانه بعد فراغ

المؤذن من الاقامة كان يقوم فی المحراب. امام ابو یوسف نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ وہ مؤذن کے تکبیر سے فارغ ہونے کے بعد محراب میں کھڑے ہوتے تھے، واللہ تعالیٰ اعلم۔"

قول دوم:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ جس وقت مؤذن قدقامت الصلوٰۃ کہے، اس وقت سب کو کھڑا ہونا چاہئے اور اسی کی تائید حدیث فعلی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتی ہے، ہر علم والا جانتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جو نہ صرف دو چار دن بلکہ پورے دس سال خدمت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رہے اور حضور کے ہر فعل، ہر قول کو بہت نزدیک سے غائر نگاہ سے دیکھا۔

(۱) نووی شرح مسلم میں ہے:

"وکان انس رضی اللہ عنہ یقوم اذا قال المؤذن قدقامت الصلوٰۃ وبہ قال احمد. حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے تھے جب مؤذن قدقامت الصلوٰۃ کہتا اور یہ قول امام احمد کا ہے۔"

(۲) عینی شرح بخاری میں ہے:

"وقال احمد اذا قال المؤذن قدقامت الصلوٰۃ یقوم. امام احمد نے فرمایا کہ جب مؤذن قدقامت الصلوٰۃ کہے اس وقت سب کھڑے ہوں۔"

(۳) اسی میں ہے:

"وکان انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقوم اذا قال المؤذن قدقامت الصلوٰۃ وکبر الامام وحکاہ ابن ابی شیبۃ عن سوید بن غفلۃ و کذا قیس بن حازم وحماد. انس رضی اللہ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن قدقامت الصلوٰۃ کہتا اور امام تکبیر تحریمہ کہتا، محدث ابن ابی شیبہ نے سوید بن غفلہ اور قیس بن حازم اور حماد سے اس کو حکایت کیا۔"

(۴) فتح الباری شرح بخاری میں ہے:

''وعن انس انه کان یقوم اذاقال المؤذن قدقامت الصلوٰۃ رواہ (۵) ابن المنذر و کذ ارواہ (٦) سعید بن منصور من طریق ابی اسحاق عن اصحاب عبدالله. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا اس حدیث کو ابن المنذر وغیرہ نے روایت کیا ہے اور اسی طرح سعید بن منصور نے بطریق ابو اسحاق عبداللہ سے روایت کیا۔''

(۷) مصنف میں ہے:

''ہشام یعنی ابن عروہ بھی قد قامت الصلوٰۃ کہنے کے قبل کھڑے ہونے کو مکروہ جانتے تھے۔''

(۸) عینی میں ہے:

''کرہ هشام یعنی ابن عروۃ ان یقوم حتیٰ یقول المؤذن قدقامت الصلوۃ. مصنّف میں ہے کہ ہشام یعنی ابن عروہ نے مکروہ جانا کہ کوئی شخص کھڑا ہو یہاں تک کہ مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔''

قول سوم:

اسی کے قریب قریب امام زفر وحسن ابن زیاد کا قول ہے کہ جب مؤذن پہلی مرتبہ ''قد قامت الصلوٰۃ'' کہے تو لوگ کھڑے ہو جائیں اور جب دوسری مرتبہ کہے تو نماز شروع کر دیں۔

(۱) عینی شرح بخاری میں ہے:

''وقال زفر اذاقال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ مرۃ قاموا و اذاقال ثانیا افتتحوا. امام زفر نے فرمایا کہ جب مؤذن پہلی مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ کہے تو لوگ کھڑے ہو جائیں اور جب دوسری مرتبہ کہے تو نماز

شروع کردیں"۔

(۲) بدائع الصنائع میں ہے:

"وعندزفرو حسن ابن زیادیقومون عند قوله قد قامت الصلوٰة في المرة الاولی ویکبرون عند الثانية. امام زفروحسن ابن زیاد کے نزدیک پہلی مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ کہنے کے وقت لوگ کھڑے ہوجائیں اور دوسری مرتبہ کہنے کے وقت تکبیر کہیں۔"

(۳) ردالمحتار میں ذخیرہ سے ہے:

"وقال الحسن بن زياد يقومون عند قوله قدقامت الصلوٰة قاموا الی الصف واذاقال ثانيا كبروا. امام حسن بن زیاد نے فرمایا کہ جب مؤذن پہلی مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ کہے تو لوگ کھڑے ہو جائیں صف میں اور جب دوسرے مرتبہ کہے تو تکبیر تحریمہ کہیں۔"

(۵) جامع الرموز میں ہے:

"وقال الحسن وزفر اذا قال قد قامت الصلوٰة مرة (٦) كما في المحيط. امام حسن وزفر نے فرمایا کہ جب مؤذن پہلی مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ کہے اس وقت کھڑے ہوں جیسا کہ محیط میں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔"

قول چہارم:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے: ان کے نزدیک کھڑے ہونے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

"تحدید کے متعلق میں نے کوئی حدیث نہیں سنی، اس لئے میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ہر شخص کو اختیار ہے، چاہے جب کھڑا ہو، اس لئے کہ بعض لوگ ہلکے پھلکے ہوتے ہیں اور بعض بھاری بھر کم تو سب کو ایک وقت کھڑے ہونے کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔"

لیکن اکثر مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ جب امام مسجد میں موجود ہو تو جب تک مؤذن تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے لوگ کھڑے نہ ہوں۔ (یعنی جو مذہب امام شافعی اور جمہور علما اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے)

(۱) عون المعبود شرح ابوداؤد (۲) وفتح الباری شرح بخاری میں ہے:

"وقال مالك فى الموطالم اسمع فى قيام الناس حين تقام الصلوٰة بحد محدود الانى ارىٰ ذالك علىٰ طاقة الناس فان فيهم الثقيل والخفيف و ذهب الاكثرون الىٰ انهم اذا كان الامام معهم فى المسجد لم يقوموا حتى يفرغ من الاقامة. امام مالک نے مؤطا میں فرمایا کہ نماز کے لئے کس وقت کھڑے ہوں، اس کے متعلق میں نے کوئی حدیث نہیں سنی لیکن مین اس کو لوگوں کی قوت اور طاقت پر خیال کرتا ہوں کیونکہ نمازیوں میں بعض بوجھل ہوتے ہیں اور بعض ہلکے پھلکے اور اکثر اس طرف گئے ہیں کہ جب امام ان کے ساتھ مسجد میں ہو تو جب تک اقامت ختم نہ ہو جائے لوگ کھڑے نہ ہوں۔"

(۳) عینی شرح بخاری میں ہے:

"وقد اختلف السلف متىٰ يقوم الناس الىٰ الصلوٰة فذهب مالك وجهور العلماء الىٰ أنه ليس لقيامهم حد. سلف صالحین نے اختلاف کیا ہے کہ لوگ نماز کے لئے کس وقت کھڑے ہوں؟ تو امام اور جمہور علمائے مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ ان کے کھڑے ہونے کا کوئی وقت مقرر نہیں۔"

اسی میں ہے:

"ولكن استحب عامتهم القيام اذا اخذ المؤذن فى الاقامة. لیکن عام علمائے مالکیہ نے مستحب سمجھا کہ جس وقت مؤذن تکبیر شروع کرے،

اسی وقت لوگ کھڑے ہو جائیں۔"

اور ایک روایت امام مالک سے ہی اسی قسم کی منقول ہے جسے امام قاضی عیاض نے ان سے نقل کیا ہے۔

(۴) نووی شرح مسلم میں ہے:

"ونقل القاضی عیاض عن مالک رحمه الله و عامة العلماء انه یستحب ان یقوموا اذا اخذ المؤذن فی الاقامة. امام قاضی عیاض نے امام مالک اور علما عامہ سے ایک روایت نقل کی کہ مستحب ہے کہ لوگ اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن تکبیر شروع کرے۔"

(۵) التعلیق الممجد شرح مؤطا امام محمد میں ہے:

"وعن مالک یقومون عند اولها وفی الموطا انه یریٰ ذالک علیٰ طاقة الناس فان فیهم الثقیل والخفیف کذا ذکر القسطلانی. اور ایک روایت امام مالک سے ہے کہ لوگ اوّل اقامت کے وقت کھڑے ہوں اور مؤطا میں ہے کہ ان کی رائے یہ ہے کہ لوگوں کی طاقت پر ہے، اس لئے کہ نمازیوں میں بعض ثقیل ہوتے ہیں اور بعض خفیف تو سب کا حکم ایک نہیں ہوسکتا، اسی طرح علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں ذکر کیا۔"

(۶) علامہ زرقانی مالکی شرح مؤطا میں تحریر فرماتے ہیں:

"ومن ثم اختلف السلف فی ذالک فقال مالک رحمة الله علیه انی اریٰ ذالک علیٰ قدر طاقة الناس فان منهم الثقیل الخفیف ولا یستطیعون ان یکونوا کرجل واحد وذهب الاکثر الیٰ انهم اذا کان الامام معهم فی المسجد لم یقوموا حتی تفرغ الاقامة واذا لم یکن فی المسجد لم یقوموا حتی یروه. نماز میں کس وقت کھڑا ہونا چاہئے، چوں کہ اس کے متعلق کسی حدیث میں صاف حکم نہیں

ہے، اسی لئے ائمہ سلف نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اس کو لوگوں کی طاقت پر رکھتا ہوں، اس لئے کہ نمازیوں میں بعض بوجھل اور بعض ہلکے ہوتے ہیں تو وہ سب ایک شخص کی طرح نہیں ہو سکتے (سب کو ایک حکم نہیں دیا جا سکتا) اور اکثر علمائے لکیہ اس طرف گئے ہیں کہ جب امام مسجد میں موجود ہو تو جب تک تکبیر ختم نہ ہو جائے اس وقت تک لوگ کھڑے نہ ہوں اور جب مسجد میں نہ ہو تو جب تک امام کو دیکھ نہ لیں کھڑے نہ ہوں۔"

ان تمام عبارات سے معلوم ہوا کہ امام مالک اور مالکیہ کے تین قول ہیں:

(۱) اصل مذہب اور قول امام مالک کا یہ ہے کہ اس بارے میں انہوں نے کوئی حدیث نہیں سنی، اس لئے ان کی ذاتی رائے ہے کہ اس کے لئے کوئی حد مقرر نہیں، ضعف وقوت کے اعتبار سے ہر ایک کو کھڑے ہونے کا اختیار ہے۔

(۲) ایک روایت امام مالک سے یہ ہے کہ ابتدائے اقامت ہی سے لوگ کھڑے ہو جائیں، عام علمائے مالکیہ بموجب اسی ایک روایت کے اسی طرف گئے ہیں۔

(۳) اور اکثر علمائے مالکیہ کا یہ قول ہے کہ تکبیر ختم ہو جانے پر لوگ کھڑے ہوں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

فائدہ:

ائمہ مجتہدین کے چار قول اوپر گزرے اور پانچواں قول امام الائمہ، مالک الازمہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے متبعین عام مسلمان ہند و پاکستان اور دنیا کے مسلمانوں میں تین حصے ہیں اور جن کے مقلدین ہم سب لوگ ہیں، آئندہ مفصل و مدلل آتا ہے، لیکن شراح بخاری نے ایک روایت سعید بن المسیب اور عمر بن عبدالعزیز سے ذکر کی ہے اسے ذکر کر دیا جاتا ہے، وہ یہ کہ جب مؤذن اللہ اکبر کہے لوگ کھڑے ہو جائیں اور جب حی علی الصلوٰۃ کہے صفوں کو برابر کریں اور جب لا الٰہ

اللہ کہے تو امام تکبیر شروع کرے۔

عمدۃ القاری وفتح الباری شروح بخاری میں ہے:

”والـلفظ للاول و عن سعید بن المسیب و عمر بن عبدالعزیز انه اذاقـال الـمؤذن الله اکبر وجب القیام و اذقال حی علیٰ الصلوٰۃ اعتدلت الصفوف ، واذاقال لااله الاالله کبرالامام۔“

لیکن ظاہر ہے کہ سعید بن المسیب یا عمر بن عبدالعزیز کوئی امام مجتہد صاحب مذہب نہیں کہ لوگ ان کے مقلد ہوں اور نہ اس قول کی تائید کسی حدیث سے ذکر کی، اس لئے اس کی حیثیت محض ایک ذاتی رائے کی ہے تو ائمہ کے اقوال، احادیث کے ارشاد کو چھوڑ کر اس کی آڑ پکڑنا صرف اپنی بات کی پچ ہوگی۔

اسی وجہ سے علامہ عینی نے اس کو ذکر کر کے صاف فرمایا ہے:

”وذهب عـامة الـعلـمـاء الیٰ انه یکبر حتیٰ یفرغ المؤذن من الاقـامة. اکثر علما کا مذہب یہ ہے کہ جب تک مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو جائے اللہ اکبر نہ کہے، ۱۲ام۔“

آخر مضمون کی تائید وتوکید، تصدیق وتوثیق علمائے عامہ کے قول سے فرمادی اور اللہ اکبر کہنے کے وقت قیام کرنا محض ان کی ذاتی رائے تھی، اس لئے اس کی تصدیق کسی عالم کے قول سے نہ فرمائی۔

قول پنجم:

امام الائمہ، مالک الازمہ، امام اعظم، ہمام اقدم، امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ کا ہے جب مؤذن حی علیٰ الصلوٰۃ کہے اس وقت امام ومقتدی سب کھڑے ہوں۔

(۱) عینی شرح بخاری میں ہے:

”وقـال ابو حنیفة و محمد یقومون فی الصف اذاقال حی علیٰ

الصلوۃ. امام ابوحنیفہ اور امام محمد نے فرمایا کہ جب مؤذن حی علی الصلوۃ کہے اس وقت سب لوصف میں کھڑے ہو جائیں اور ایک روایت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ جب مؤذن حی علی الفلاح کہے، اس وقت کھڑے ہوں۔"

(۲) فتح الباری شرح بخاری میں ہے:

"عن ابی حنیفة یقومون اذاقال حی علی الفلاح. امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ جب مکبّر حی علی الفلاح کہے اس وقت کھڑے ہوں۔"

بعض علما نے قول اول کو راجح بتایا ہے اور بعض نے قول ثانی کو، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے ان دونوں قولوں میں اس طرح تطبیق دی کہ دراصل یہ دو قول متعارض و متخالف نہیں ہیں، اس لئے چاہئے کہ حی علی الصلوٰۃ کے اختتام اور حی علی الفلاح کی ابتدا کے وقت کھڑے ہوں تو ایک جماعت نے انتہا کا وقت بیان کیا اور دوسری جماعت نے ابتدا کا۔

(۳) فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"ولا تعارض عندی بین قول الوقایة واتباعها یقومون عند حی علی الصلوٰة والمحیط والمضمرات ومن معهما عند حی علی الفلاح فانا اذا حملنا الاول علی الانتهاء والآخر علی الابتداء اتحد القولان ای یقومون حین یتم المؤذن 'حی علی الصلوة' ویاتی حی علی الفلاح. میرے نزدیک وقایہ اور ان کے متبعین کے قول یقومون عند حی علی الصلوۃ (حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں) اور محیط اور مضمرات اور ان دونوں کے ہم خیالوں کے قول عند حی الفلاح میں کوئی تعارض نہیں، اس لئے کہ ہم اول یعنی حی علی الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑے ہونے کو انتہا پر حمل کریں، یعنی جب حی علی الصلوٰۃ کہہ لے اور دوسرے قول یعنی حی علی الفلاح کہنے کے وقت کھڑے ہونے کو

ابتدا پر محمول کریں تو دونوں قول متحد ہو جائیں۔''

آگے فرماتے ہیں:

''ھذا مایعطیه قول المضمرات یقوم اذا بلغ المؤذن حی علیٰ الفلاح. یہ تطبیق قول مضمرات سے سمجھی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا کھڑا ہو جب مؤذن حی علیٰ الفلاح پر پہنچے۔''

(۴) نووی شرح مسلم شریف میں ہے:

''قال ابو حنیفة رضی الله عنه والکوفیون یقومون فی الصف اذاقال حی علیٰ الصلوة. امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور علمائے کوفہ نے فرمایا کہ مؤذن جب حی علیٰ الصلوٰۃ کہے اس وقت سب لوگ کھڑے ہوں۔''

(۵) قسطلانی میں ہے:

''وعن ابی حنیفه انه یقوم فی الصف عند حی علیٰ الصلوة. امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ امام صف میں حی علیٰ الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑا ہو۔''

(۶) عون المعبود شرح ابوداؤد میں ہے:

''وعن ابی حنیفة یقومون اذاقال حی علیٰ الفلاح. امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ سب لوگ حی اعلی الفلاح کہنے کے وقت کھڑے ہوں۔''

(۷) بدائع الصنائع میں ہے:

''والجملة فیه ان المؤذن اذاقال حی علیٰ الفلاح فان کان معهم فی المسجد یستحب للقوم ان یقوموا فی الصف. اس مسئلہ میں مجمل کلام یہ ہے کہ مؤذن جس وقت حی علیٰ الفلاح کہے اگر امام ان کے ساتھ مسجد میں موجود ہے تو قوم کے لئے مستحب یہ ہے کہ اس وقت صف میں کھڑے ہوں۔''

(۸) تنویرالابصار میں ہے:

’’والقیام لامام وموتم حین قیل حی علیٰ الفلاح ان کا ن الامام بقرب المحراب. اگرامام محراب کے قریب موجود ہوتو امام اور مقتدیوں کے لئے اس وقت کھڑا ہونا مستحب ہے جب حی الفلاح کہا جائے۔‘‘

(۹) ردالمحتار میں علامہ شامی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

’’قولہ حین قیل حی علیٰ الفلاح کذافی (۱۰) الکنز و (۱۱) نور الایضاح و (۱۲) الاصلاح و (۱۳) الظھیریۃ و (۱٤) البدائع و غیرھا والذی فی الدرر متناو (۱۵) شرحا عندالھیعلۃ الاولیٰ حین یقال حی علیٰ الصلوٰۃ .اھ و عزاہ الشیخ اسماعیل فی شرحہ الیٰ (۱٦) عیون المذاھب و (۱۷) الفیض (۱۸) والوقایۃ و (۱۹) النقایہ و (۲۰) الحاوی و (۲۱) المختار اہ قلت واعتمدہٗ فی (۲۲) الملتقیٰ وحکیٰ الاول بقیل لکن نقل (۲۳) ابن الکمال تصحیح الاول ونص عبارتہ قال فی (۲٤) الذخیرۃ یقوم الامام والقوم اذاقال المؤذن حی علیٰ الفلاح عند علمائنا الثلثۃ.

ماتن کا یہ قول کہ امام ومقتدی حی علیٰ الفلاح پر کھڑے ہوں، ایسا ہی کنز، نورالایضاح، اصلاح، ظہیریہ اور بدائع وغیرہ میں ہے، غرر اور اس کی شرح درر میں ہے کہ امام ومقتدی حی علیٰ الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑے ہوں اور شیخ اسماعیل نے اس کو شرح میں عیون المذاہب، فیض، وقایہ، نقایہ حاوی اور مختار کی طرف منسوب کیا، میں کہتا ہوں اور اس پر متن ملتقیٰ میں اعتماد کیا اور اوّل کو قیل سے تعبیر کیا، لیکن علامہ ابن کمال نے پہلے قول کی تصحیح کی اور ان کی عبارت یہ ہے کہ ذخیرہ میں کہا امام اور قوم حی علیٰ الفلاح کہنے کے وقت کھڑے ہوں، ہمارے تینوں امام، امام اعظم، امام ابویوسف، امام محمد

کے نزدیک۔"

(۲۵) مراقی الفلاح میں ہے:

"ومن الادب (القیام) ای قیام القوم والامام ان کان حاضراً بقرب المحراب (حین قیل) ای وقت قول المقیم (حی علیٰ الفلاح) لانہٗ أمربہ فیجاب. آداب و مستحبات نماز سے کھڑا ہونا امام اور قوم کا ہے، اگر امام محراب کے قریب موجود ہو جس وقت اقامت کہنے والا حی علی الفلاح کہے، اس لئے کہ اس نے حکم کیا تو اس کی تعمیل کی جائے۔"

(۲۶) طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

"واذااخذالموذن فی الاقامة و دخل رجل فی المسجد فانهٗ یقعد ولاینتظر قائماً فانه مکروه کما فی (۲۷) المضمرات (۲۸) قهستانی، ویفهم منه کراهة القیامه ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون. جب مؤذن نے تکبیر شروع کی اور کوئی آدمی اس وقت مسجد میں آیا تو وہ بیٹھ جائے اور کھڑے کھڑے نماز کا انتظار نہ کرے کہ یہ مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات میں ہے، قہستانی اور اسی سے سمجھا جاتا ہے کہ ابتدائے اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں، یعنی مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے یا جان بوجھ کر بھی محض رسم و رواج کی وجہ سے ابتدا ہی سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔"

(۲۹) ایضاح میں ہے:

"یقوم الامام والقوم عند حی علیٰ الفلاح. امام اور مقتدی حی علی الفلاح کہنے کے وقت کھڑے ہوں۔"

(۳۰) تبیین الحقائق میں ہے:

"قوله والقیام حین قیل حی علیٰ الفلاح لانه امربه فیستحب

المسارعة اليه. مستحب ہے کھڑا ہونا جس وقت مکبّر حی علیٰ الفلاح کہے، اس لئے کہ مکبّر نے اس کا حکم کیا تو اس کی طرف جلدی کرنا مستحب ہے۔''

(۳۱) فتح اللہ المعین حاشیہ شرح کنز ملا مسکین میں ہے:

''(قوله والقيام حين قيل حي على الفلاح) مسارعة لامتثال الامر هذا اذا كان الامام بقرب المحراب. جبکہ مؤذن حی علیٰ الفلاح یہ کہے اس وقت کھڑا ہونا مستحب ہے، امتثال امر کی جلدی کے لئے یہ حکم اس وقت ہے جب کہ امام محراب کے قریب موجود ہو۔''

(۳۲) بحر الرائق میں ہے:

''لانهٗ امر به فيستحب المسارعة اليه اطلقهٗ فشمل الامام والماموم ان كان الامام بقرب المحراب. جب مکبّر حی علیٰ الفلاح کہے اس وقت امام اور مقتدیوں کا کھڑا ہونا اس لئے مستحب ہے کہ مکبّر نے اس کا حکم دیا تو اس کی تعمیل میں جلدی کرنا مستحب ہے اور ماتن نے اس کو مطلق رکھا تو امام اور مقتدی دونوں کو شامل ہے یہ حکم اس وقت ہے جب امام محراب کے قریب موجود ہو۔''

(۳۳) علامہ شرنبلالی حاشیہ دُرر الحکام شرح غرر الاحکام میں فرماتے ہیں:

''(قوله والقيام عند الحيعلة الاولىٰ) اطلقه فشمل الامام والماموم. جب مؤذن حی علیٰ الصلوٰۃ کہے اس وقت کھڑا ہونا مستحب ہے، ماتن نے اس کو مطلق رکھا تو یہ حکم امام ومقتدی دونوں کو شامل ہے۔''

(۳۴) مجمع الانہر میں ہے:

''واذا قال المؤذن فى الاقامة حى على الصلوٰة قام الامام و الجماعة عند علمائنا الثلثة. جس وقت مؤذن تکبیر میں حی علیٰ الصلوٰۃ کہے، اس وقت ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک امام اور سب مقتدیوں کو

کھڑا ہونا چاہئے۔"

(۳۵) محیط و (۳۶) ہندیہ میں ہے:

"یقوم الامام والقوم اذاقال المؤذن حی علیٰ الفلاح عندعلمائنا الثلثة وھوا الصحیح. کھڑے ہوں امام اورسب مقتدی جب مؤذن حی علیٰ الفلاح کہے ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک اور یہی صحیح ہے۔"

(۳۷) جامع الرموز میں ہے:

"یقوم الامام والقوم عند حی علیٰ الصلوٰة ای قبیله لکن فی (۳۸) الاختیار اذاقال حی علیٰ الصلوٰة و فی (۳۹) الاصل وغیره: الاحب ان یقومو افی الصف اذاقاله المؤذن. اور امام ومقتدی حی علیٰ الصلوٰة کہنے کے وقت کھڑے ہوں یعنی اس سے کچھ پہلے لیکن اختیار میں ہے کہ جب حی علیٰ الصلوٰة کہے اور اصل وغیرہ میں ہے: محبوب ترین یہ ہے کہ لوگ صف میں اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن حی علیٰ الصلوٰة کہے۔"

(۴۰) فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

"دخل المسجد وھو یقیم یقعد ولا یقف قائماً. کوئی شخص مسجد میں آیا اس حال میں کہ مؤذن تکبیر کہہ رہا ہے تو وہ بیٹھ جائے اور کھڑا نہ ہو۔"

اس عبارت اور طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح کی عبارت سے (جو نمبر ۲۶ میں گذری) ہر ادنیٰ عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ آنے والا شخص جو کھڑا ہے، اس کو جائز نہیں کہ کھڑا کھڑا تکبیر سنے بلکہ اس کو حکم ہے کہ بیٹھ جائے اور حی علیٰ الفلاح پر کھڑا ہو تو بیٹھنے والے کو کب جائز ہو سکتا ہے کہ کھڑا ہو جائے اور کھڑے ہو کر تکبیر سنے مگر ہٹ اور ضد کا علاج شیخ الرئیس کے پاس بھی نہیں۔

(۴۱) علامہ شیخ شلبی حاشیہ تبیین الحقائق میں (۴۲) وجیز امام کردری سے اور وہ (۴۳) مبتغی سے نقل کرتے ہیں:

''قوله فی المتن والقیام ای قیام الامام والقوم قال فی الوجیز و السنة ان یقوم الامام والقوم اذاقال المؤذن حی علیٰ الفلاح اه و مثله فی المبتغی. متن میں جو والقیام فرمایا اس کے معنی امام اور قوم کا کھڑا ہونا ہے، وجیز میں میں فرمایا: سنت یہ ہے کہ امام اور قوم سب اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن حی علیٰ الفلاح کہے ایسا ہی مبتغی میں ہے۔''

(۴۴) الدرر المنتقی شرح الملتقیٰ میں ہے:

''اذا قال المقیم حی علیٰ الصلوٰۃ سیجی مافیه قام الامام ان کان بقرب المحراب والجماعة مسارعة لامره. جب مکبّر حی علیٰ الصلوٰۃ کہے قریب ہے آئے گا جو کلام اس میں ہے تو اگر امام محراب کے قریب موجود ہو تو وہ اور سب مقتدی کھڑے ہوں، اس کے حکم کی تعمیل میں جلدی کریں۔''

(۴۵) عینی شرح کنز میں ہے:

''والخامس القیام ای قیام الامام والقوم حین قیل ای حین یقول المؤذن حی علیٰ الفلاح. مستحبات میں سے پانچواں مستحب امام اور مقتدیوں کا کھڑا ہونا ہے جس وقت مؤذن حی علیٰ الفلاح کہے۔''

(۴۶) شرح الیاس میں ہے:

''یقوم الامام والقوم للصلوۃ اذا قال المؤذن حی علیٰ الفلاح. امام و مقتدی نماز کے لئے اس وقت کھڑے ہوں جب مکبّر حی علیٰ الفلاح کہے۔''

(۴۷) مرقات المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں ہے:

''قال ائمتنا ویقوم الامام والقوم عندحی علیٰ الصلوٰۃ. ہمارے اماموں نے فرمایا کہ امام اور سب مقتدی حی علیٰ الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑے ہوں۔''

(۴۸) مبسوط امام سرخسی میں ہے:

"فان كان الامام مع القوم في المسجد فاني احب الهم ان يقوموا في الصف اذاقال المؤذن حي علیٰ الفلاح. پس اگر امام قوم کے ساتھ مسجد میں ہو تو میں مستحب جانتا ہوں ان کے لئے کہ صف میں اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن حی علیٰ الفلاح کہے۔"

(۴۹) موطا امام محمد باب تسویۃ الصّف میں ہے:

"قال محمد ينبغي للقوم اذاقال المؤذن حي علیٰ الفلاح ان يقوموا الى الصلوٰة فيصفوا ويسووا الصفوف ويحاذوا بين المناكب فاذااقام المؤذن الصلوٰة كبرالامام وهوقول ابي حنيفة. امام محمد نے فرمایا مقتدیوں کو چاہئے کہ جس وقت مؤذن حی علیٰ الفلاح کہے، نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں تو صف باندھیں اور صفوں کو درست کریں، مونڈھے سے مونڈھے ملا کر کھڑے ہوں اور مؤذن جب اقامت کہہ لے تو امام تکبیر کہے اور یہی قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔"

یہیں سے معلوم ہوا کہ جو لوگ تسویہ صفوف کا بے معنی عذر کرتے ہیں، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ہی اس کا فیصلہ فرمادیا اور بتادیا کہ حی علیٰ الفلاح کے وقت کھڑا ہونا تسویہ صفوف کے منافی نہیں، آخر مغرب، عشا، ظہر، عصر کی نمازوں میں دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کیا پھر صف درست کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہرگز نہیں اسی طرح اگر نمازی حضرات آتے ہی صف درست کرکے بیٹھیں تو جس وقت کھڑے ہوں گے صف درست رہے گی۔

مسجدوں میں جانماز (صفیں) اسی لئے بچھائی جاتی ہیں کہ جیسے جیسے نمازی آتے جائیں ٹھکانے سے بیٹھتے جائیں تاکہ جب کھڑے ہوں صف درست شدہ رہے، اردو محاورہ میں گھاس کی جانماز کو اس لئے صف کہا کرتے ہیں کہ اس سے صف کی درستی

کا کام لیا جاتا ہے، اب اگر لوگ آ کر باقاعدہ نہ بیٹھا کریں تو اس کی اصلاح کی ضرورت ہے، نہ کہ اس حیلے سے دوسرے مستحب کام کو جس کو بعض علما نے سنت بھی فرمایا ہے کما مرّ عن الوجیز، اس کو ترک کر کے مرتکب کراہت کے ہوں، ولو فرضنا صفیں درست نہیں ہوتیں تو امام محمد نے صاف تصریح فرمادی کہ جب مکبّر حی علیٰ الفلاح کہے اس وقت سب کھڑے ہوں اور صفیں درست کرلیں اور یہ نہ صرف ان کا قول ہے بلکہ فرماتے ہیں:

وھو قول ابی حنیفة.

اسی طرح صاف اور صریح روایت کتاب الآثار میں بھی ہے۔

"قال اخبرنا ابو حنیفة قال حدثنا طلحة بن مطرف عن ابراھیم اذا قال المؤذن حی علیٰ الفلاح ینبغی للقوم ان یقوموا افیصفوا قال محمد وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفة. امام محمد فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابو حنیفہ نے خبر دی، انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے طلحہ بن مطرف نے حدیث بیان کی، وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ جب مؤذن حی علیٰ الفلاح کہے تو لوگوں کو چاہئے کہ کھڑے ہو جائیں پس صف درست کریں، امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔"

امام محمد کے الفاظ دونوں حدیثوں میں ینبغی ہیں اور ہر علم والا جانتا ہے کہ لفظ ینبغی متاخرین کے محاورہ وعرف میں مندوبات میں زیادہ استعمال ہوتا ہے اور متقدمین کے محاورہ وعرف میں اس کا استعمال عام ہے جو واجب تک کو شامل ہے۔

ردالمحتار، حواشی اشباہ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے:

"لفظ ینبغی فی عرف المتاخرین غلب استعمالهٗ فی المندوبات واما فی عرف القدماء فاستعمالهٗ فی عام حتی یشمل الواجب ایضا. (متاخرین کے عرف میں لفظ ینبغی (چاہئے، مناسب ہے) کا استعمال

زیادہ تر مندوب اور پسندیدہ کاموں کے لئے ہوتا ہے، لیکن متقدمین کے
عرف میں اس لفظ کا استعمال اس سے عام معنی کے لئے ہے یہاں تک کہ
یہ واجب کو بھی شامل ہے، ۱۲ م۔"

بالجملہ پچاس کتب دینیہ کی روشن تصریحات سے یہ مسئلہ ثابت و مدلل ہو گیا کہ جس وقت امام مسجد میں محراب کے قریب موجود ہو اور مکبّر غیر امام ہو، اس وقت امام ومقتدی سب کو چاہئے کہ جس وقت مکبّر حی علی الفلاح کہے اس وقت کھڑے ہوں، یہی مسئلہ ہمارے ائمہ ثلاثہ کا ہے۔

پس حنفیوں کو چاہئے کہ اسی پر عمل کریں اور جو شخص اس مسئلہ میں اختلاف کرے تو اگر وہ خود عالم ہے تو اس کو چاہئے کہ پچاس کتابوں کے مقابلہ میں سو ورنہ ساٹھ ہی کتب فقہ سے ایسا ہی واضح طور پر ثابت کر دے کہ ہمارے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مؤذن جس وقت تکبیر شروع کرے، اسی وقت امام اور مقتدی سب کو کھڑا ہونا چاہئے یا جس وقت مؤذن تکبیر شروع کرے، اس وقت امام ومقتدی کو بیٹھا رہنا مکروہ ہے اور اگر مخالفت کرنے والا عامی ہے تو اس کو بمضمون ع

ایاز قدر خود بشناس

دینی مسئلہ میں ٹانگ اڑانے سے بچنا چاہئے اور اگر رسم ورواج اسے مخالفت پر مجبور کرتے ہیں تو اس کو چاہئے کہ پہلے ہندوستان وپاکستان یا سارے جہان سے جہاں سے ہو سکے، مستند علمائے دین کے فتاویٰ منگالے جن میں کم از کم پچاس ہی کتابوں سے حنفیہ کے نزدیک تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑے ہونے کا حکم ہو یا بیٹھے رہنے کی کراہت مدلل ہو اور اسی کو ائمہ ثلاثہ کا مذہب بتایا ہو، اور اگر ایسا نہیں کر سکتے اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہرگز کوئی ایسا فتویٰ نہیں پیش کر سکتا تو دینی مسئلہ کے مقابل نفسانیت اور ہٹ دھرمی دکھانا دین دار مسلمان کا کام نہیں۔

(۲) بعض حضرات اپنی بات بنانے کو کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ لوگوں نے نیا نکالا ہے

اگر ایسا ہوتا تو کسی صحابی یا تابعی سے ضرور منقول ہوتا تو جو مسئلہ ائمہ کرام ثلاثہ امام اعظم، امام ابو یوسف، امام محمد سے منقول ہو وہ نیا مسئلہ کس طرح کہا جا سکتا ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد اگر تبع تابعین سے ہیں تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تابعی ہونے میں تو کوئی کلام نہیں۔

کتاب الآثار میں یہ حدیث بسند متصل حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، امام محمد نے مؤطا شریف میں فرمایا:

"بہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ"

پھر یہ مسئلہ نیا ہوا یا حنفی ہو کر ائمہ ثلاثہ کے خلاف کرنا نئی بات ہے؟ امام صاحب کے علاوہ ہشام بن عروہ جو جلیل القدر تابعی ہیں، وہ بھی شروع تکبیر سے قیام کو مکروہ جانتے ہیں کما مرّ عن المصنّف. حضرت انس رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی تو حی علی الفلاح کے بھی بعد قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہوتے تھے، کما مرّ عن العینی وفتح الباری، بلکہ امام سرخسی نے مبسوط میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی جو دلیل بیان کی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ختم تکبیر پر کھڑے ہوتے تھے۔

"ونص عبارتہ ھکذا وابو یوسف احتج بحدیث عمر رضی اللہ عنہ فانہ بعد فراغ المؤذن من الاقامۃ کان یقوم فی المحراب.

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ وہ مؤذن کی اقامت سے فارغ ہونے کے بعد محراب میں کھڑے ہوتے تھے۔"

(۳) بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ از روئے حدیث شریف امام مالک رحمہ اللہ اور عام علما کے مسلک کو ترجیح ہے، یہ ان کا خیال ہی خیال ہے، اگر اس دورِ آزادی میں کہ ہندوستان آزاد ہو چکا ہے، ہر شخص کو آزادی ہے جو چاہے خیال رکھے لیکن یہ تو

''مدعی سست گواہ چست'' کی مثل ہے۔

امام مالک خود فرماتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں کوئی حدیث نہیں سنی:

''کمامرّ عن عون المعبود وفتح الباری قال مالك فی المؤطا:لم اسمع فی قیام الناس حین تقام الصلوٰة بحد محدود. امام مالک نے مؤطا میں فرمایا کہ نماز میں لوگ کس وقت کھڑے ہوں، اس کے متعلق میں نے کوئی حدیث نہیں سنی۔''

اس لئے وہ اپنی ذاتی رائے یہ لکھتے ہیں:

''الا انی اریٰ ذالك علیٰ طاقة الناس. لیکن میری ذاتی رائے یہ ہے کہ یہ لوگوں کی طاقت پر ہے۔''

اور یہی وجہ ہے کہ ائمہٴ مالکیہ میں اختلاف ہوا، اکثر علمائے مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ جب امام مسجد میں موجود ہو تو جب تک تکبیر ختم نہ ہو لے، لوگ کھڑے نہ ہوں اور عام علمائے مالکیہ امام مالک سے ایک روایت کے مطابق ابتدائے اقامت سے کھڑے ہونے کو مستحب جانتے ہیں، لیکن اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ ''عن'' کرکے مذہب بیان نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے لئے قال یا ذهب یا مذهب فلان یا عند فلان کے الفاظ لاتے ہیں اور اگر کوئی ایک روایت ہو تو اس کو عن سے تعبیر کرتے ہیں۔

مقدمہ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے:

''الفرق بین 'عنده' وعنه ان الاول دال علیٰ المذهب والثانی علیٰ الروایة، فاذاقالوا 'هذاعندابی حنیفة'دل ذلك علیٰ انه مذهبه واذاقالوا'وعنه کذا' دل علیٰ انه روایة عنه. عنده اور عنه میں فرق یہ ہے کہ عنده مذہب پر دلالت کرتا ہے اور عنه ایک روایت پر تو جس وقت علما کہیں 'هذا عن ابی حنیفة' اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ ان کا مذہب ہے اور جب کہیں 'وعنه کذا' تو معلوم ہوگا کہ ان سے یہ ایک

روایت ہے۔"

تو ایسی حالت میں **اوّلاً** یہ خیال کرنا کہ از روئے حدیث شریف امام مالک رحمہ اللہ اور عام علما کے مسلک کو ترجیح ہے محض غلط ہے۔

ثانیاً عام علما کے مسلک کو امام مالک کا مسلک بتانا بھی غلط۔

ثالثاً اس کو از روئے حدیث شریف مرجح ماننا بھی غلط۔

رابعاً ایسا کہنا 'مدعی سست گواہ چست' کا مصداق بنتا ہے۔

خامساً اپنے کو امام مالک سے بھی اعلم بالحدیث ہونے کا اشعار ہے، اگرچہ امام مالک فرماتے ہیں مجھے اس بارے میں کوئی حدیث نہیں معلوم، لیکن مجھ کو حدیث معلوم ہے، اس کے رو سے امام مالک کے مذہب کو ترجیح ہے۔

سادساً بخاری شریف کی حدیث 'لاتقوموا حتیٰ ترونی' سے استدلال کرنا اور لکھنا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اقامت شروع ہونے کے بعد کھڑا ہونے سے ممانعت کی وجہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم (امام) کی مسجد میں عدم موجودگی ہے، پس اگر ابتدائے اقامت کے وقت آپ موجود ہوں تو کھڑا ہونے سے اس وقت کوئی امر مانع نہیں ہے۔

یہ بھی نرا اجتہاد ہے، اجتہاد اور ائمۂ مجتہدین فقہا و محدثین سب کے خلاف ہے، اس لئے کہ مجتہدین کا اختلاف اسی صورت میں ہے کہ امام مسجد میں موجود ہو اور اگر امام مسجد میں موجود نہ ہو تو اس کا مفصل حکم شکل سوم و چہارم میں گزرا، اس میں اختلاف ہی نہیں۔

عینی شرح بخاری میں ہے:

"قال ابو حنیفۃ و محمد یقومون فی الصف اذا قال حی علی الصلوٰۃ فاذا قال قد قامت الصلوٰۃ کبّر الامام لانہٗ امین الشرع و قد اخبر بقیامھا فیجب تصدیقہٗ و اذا لم یکن الامام فی المسجد

فذهب الجمهور الیٰ انہم لا یقومون حتیٰ یروہ. امام اعظم اور امام محمد نے فرمایا کہ سب لوگ صف میں اس وقت کھڑے ہوں جب مکبّر حی علی الصلوٰۃ کہے اور جب قد قامت الصلوٰۃ کہے تو امام تکبیر تحریمہ کہے، اس لئے کہ وہ شرع کا امانت دار ہے اور اس نے قیام نماز کی خبر دی تو اس کی تصدیق ضروری ہے اور اگر امام مسجد میں موجود نہ ہو تو جمہور علما اس طرف گئے ہیں کہ لوگ نہ کھڑے ہوں جب تک امام کو دیکھ نہ لیں۔''

اسی کو بدائع میں فرمایا:

''والجملة فیہ ان المؤذن اذاقال حی علیٰ الفلاح فان کان الامام معہم فی المسجد یستحب للقوم ان یقوموا فی الصف. اور خلاصہ کلام اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جب مؤذن ''حی علیٰ الفلاح'' کہے تو اگر امام ان کے ساتھ مسجد میں موجود ہو تو قوم کے لئے مستحب یہ ہے کہ اس وقت کھڑے ہوں۔''

تنویر الابصار وغیرہ کی عبارت اوپر گزری:

''والقیام لامام ومؤتم حین قیل حی علیٰ الفلاح ان کان الامام بقرب المحراب. مستحب ہے امام اور مقتدیوں کا کھڑا ہونا جب 'حی علیٰ الفلاح' کہا جائے اگر امام محراب کے قریب موجود ہو۔''

عون المعبود فتح الباری میں ہے:

''وذهب الاکثرون الیٰ انہم اذا کان الامام معہم فی المسجد لم یقوموا حتی تفرغ الاقامة. اکثر علما اس امر کی طرف گئے ہیں کہ اگر امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں موجود ہو تو مقتدی سب نہیں کھڑے ہوں گے جب تک اقامت سے فراغت نہ ہو جائے۔''

للہ انصاف! کیسی کھلی ہوئی تصریح ہے کہ امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں

موجود ہے تو جب تک تکبیر ختم نہ ہو جائے لوگ کھڑے نہ ہوں اور آپ فرماتے ہیں اگر ابتدائے اقامت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم (امام) موجود ہوں، تو کھڑا ہونے سے اس وقت کوئی امر مانع نہیں ہے۔

سابعاً امام کی موجودگی کی صورت میں ابتدائے اقامت سے مقتدیوں کے کھڑے ہو جانے کی دلیل میں اس کو پیش کرنا کہ اگر امام موجود ہو تو کھڑا ہونے سے اس وقت کوئی امر مانع نہیں، یہ بھی غلط، مانع نہیں تو دلیل نہیں، اصل ضرورت اس وقت قیام کی محرک اور مثبت کی ہے، نفی تو دلیل نہیں ہو سکتی۔

ثامناً یہ خیال کہ کوئی امر مانع نہیں، یہ بھی غلط ہے، مانع ہے اور زبردست مانع ہے۔ بدائع میں ہے:

"انـا نـمنعهم عن القيام كيلا يلغو قولهٗ حي علىٰ الفلاح لان من وجـدت مـنه المبادرة الىٰ شئ فدُعائه اليه بعد تحصيله اياه لغو مـن الـكلام. ہم حی علیٰ الفلاح کہنے کے قبل کھڑے ہونے سے اس لئے منع کرتے ہیں کہ جس شخص سے کسی امر کی طرف مبادرت و مسابقت ہو چکی ہو، اب اس کو اس شئی کی طرف بلانا ایک لغو کلام ہے۔"

مکبّر حی علیٰ الصلوٰۃ، حی علیٰ الفلاح کہہ کر نمازیوں کو بلاتا ہے کہ آؤ طرف نماز کے، آؤ طرف فلاح و بہبود کے تو چاہئے کہ اس کی تعمیل میں لوگ نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں اور اگر وہ لوگ پہلے ہی سے کھڑے ہو چکے ہوں تو یہ کہنا بالکل لغو اور بے معنی ہوگا، تو کیا لغو کام سے بچانا زبردست مانع نہیں؟

تاسعاً اس کو دوسری حدیث مسلم شریف:

"عن ابی هريرة ان الصلوٰة كانت تقام لرسول الله صلى الله عليه وسلم فيـاخذ الناس مصافهم قبل ان يقوم رسول الله صلى الله عليه وسلم مقامه۔"

سے بالکل عیاں ماننا طرفہ تماشا ہے۔

امام نووی، امام عینی، امام ابن حجر، شرح مسلم، عمدۃ القاری، فتح الباری میں فرماتے ہیں:

''و قولهٗ فی روایة ابی هریرة رضی الله عنه فیاخذالناس مصافهم قبل خروجه لعله کان مرة او مرتین و نحو هما لبیان الجواز أو لعذر ولعل قوله صلی الله علیه و سلم فلا تقوموا حتی ترونی کان بعد ذٰلك. حضرت ابوہریرہ کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے اور اپنی جگہ پر کھڑے ہو جانے سے پہلے ہی صحابۂ کرام اپنی اپنی جگہ صفوں میں لے لیتے تھے (تو یہ حدیث بظاہر حدیث ابوقتادہ کے مخالف معلوم ہوتی ہے تو یہ سب ائمہ محدثین، شراح بخاری و مسلم اس کا جواب دیتے ہیں کہ) شاید ایک یا دو مرتبہ کبھی ایسا ہوا ہو، وہ بھی صرف بیان جواز کے لئے (یعنی اگر ایسا بھی کوئی کر لے تو جائز ہے اور دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ) لوگ پہلے ایسا کرتے تھے، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کو اس سے منع فرما دیا کہ میرے آنے سے قبل مت کھڑے ہو جایا کرو''۔

تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ ایسا بھی کسی عذر کی وجہ سے ہوا ہوگا۔

چوتھا جواب اس کا یہ ہے کہ حدیث میں ''یاخذ الناس مصافهم'' ہے یعنی صحابہ کرام اپنی اپنی جگہ لے لیتے تھے یعنی اپنی اپنی جگہ جا کر بیٹھ جاتے تھے، حدیث ''فیقوم الناس مصافهم'' تو ہے نہیں، جس سے استدلال کیا جا سکے اور بالکل عیاں کہا جا سکے۔

عاشراً یہ خیال کہ سب سے زیادہ واضح طور پر اس مضمون ''ابتدائے اقامت کے وقت کھڑا ہونا'' کی تائید ابن شہاب کی حدیث سے ہوتی ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم

اجمعین اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہو جاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر نہیں آتے جب تک صفیں درست نہ ہو جاتیں، صریح دھوکہ ہے۔

یہ تو ابن شہاب زہری سے ایک روایت ہے، ابن شہاب کون ہیں، اہل علم سے مخفی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کو تو صحابہ بیان کر سکتے ہیں، نہ کہ تابعی اور وہ بھی صغیر، تو یہ حدیث منقطع ہوئی اور اگر تابعی کے قول سے سند لینا ہے تو ہشام ابن عروہ جو جلیل القدر تابعی ہیں، ان کی بات کیوں پس پشت ڈالی جائے، حضرت ابراہیم نخعی سے کیوں نہ استدلال کیا جائے اور جب تابعی سے سند لانا ہے تو صحابہ کرام تو ان سے اہم واقدم ہیں اور وہ بھی صرف زیارت کر کے گھر چلے جانے والے یا دو چار دن خدمت اقدس میں رہنے والے نہیں بلکہ پورے دس سال خدمت اقدس میں بسر کرنے والے، سفر وحضر میں ہر وقت ساتھ رہنے والے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کیوں نہ استدلال کیا جائے جن کا عمل قول دوم بیان مذہب امام احمد میں نووی، عینی، فتح الباری سے گزرا:

"وکان انس رضی اللہ عنہ یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ وبہ قال احمد. حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا اور امام احمد اسی کے قائل ہیں۔"

بلکہ ان سے بھی بڑھ کر اشداء علی الکفار رحماء بینھم قوت وشوکت اسلام خلیفۂ دوم حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کیوں ساقط النظر ٹھہرایا جائے جن کا عمل مبارک علامہ سرخسی نے مبسوط میں ضمن دلیل امام ابو یوسف رحمہ اللہ بیان فرمایا:

"وابو یوسف احتج بحدیث عمر رضی اللہ عنہ فانہ بعد فراغ المؤذن من الاقامۃ کان یقوم المحراب. امام ابو یوسف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل لائے کہ وہ مؤذن کی اقامت سے فارغ

ہونے کے بعد محراب میں کھڑے ہوتے تھے۔"

غرض کتب حدیث وشروح حدیث وکتب متون وشروح وحواشی وفتاویٰ فقہیہ سے روز روشن کی طرح یہ مسئلہ واضح ہے کہ جماعت کی نماز میں امام ومقتدی سب کو اس وقت کھڑا ہونا چاہئے جب مؤذن تکبیر میں حی علی الفلاح کہے، واللہ الھادی وھو الموفق واللہ تعالیٰ اعلم.
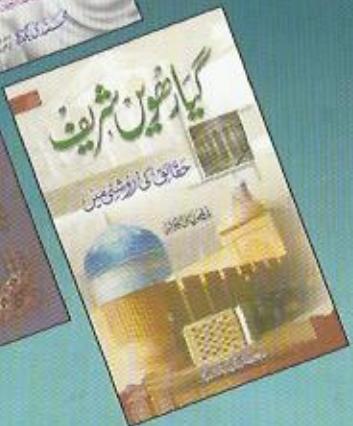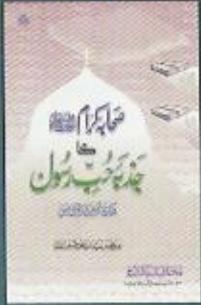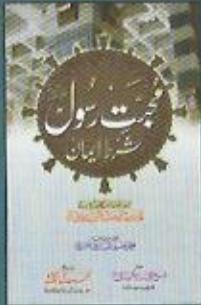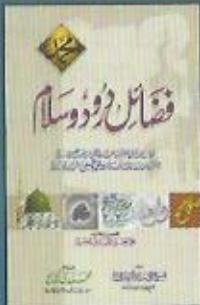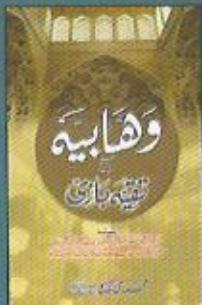
ISBN 81-89437-84-8

9788189437848

523, Waheed Kutub Market, Matia Mahal, Jama Masjid
Delhi-110006, Mob.: 9868937291, 9212537291